© rasailojaraid.com

ڈاکٹر الیاس عشقی:

"قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی کی یاد میں"

مولوی محمد عبدالوہاب خاں عاصم جے پوری ، والد مرحوم (مولانا رزی جے پوری) کے دوستوں میں تھے۔ وہ ہمارے عہد کے ایسے فضلائے اہل میں کمال تھے جو اپنی گوشہ نشینی کی وجہ سے گمنام رہے۔ وہ عربی فارسی اردو ہندی سنسکرت اور گجراتی زبانوں کے ماہر تھے، ان زبانوں کے علمی ادبی سرمائے سے بخوبی واقف تھے اور ان پر استادانہ دسترس رکھتے تھے۔ وہ ادب کے علاوہ تاریخ ، مذہب ، اقتصادیات میں مہارت رکھتے تھے اور شدھی اور سنگھٹن کے دور میں والد صاحب اور وہ ہندو اور عیسائی علماء سے مناظرے کیا کرتے تھے۔ ریاست جے پور میں ڈاکخانہ جات اور خزانے کے افسر اعلیٰ رہے۔ وہ ایک باکمال اور خوشگوار شاعر تھے۔ ایک زمانے میں رسالہ عالمگیر میں ان کا کلام شائع ہوتا رہتا تھا اور ان کے چند مضامین بھی جرائد میں چھپے جن میں سے ایک کا عنوان "رسول اللہ اور شعر" تھا جسے ایک مختصر رسالے کی صورت میں بھی کسی نے شائع کر دیا تھا۔ ان کے دو ڈرامے "خالد بن ولید" اور "عمرخیام" بھی شائع ہو چکے ہیں۔ عمرخیام ایک تاریخی ڈرامہ ہے جس کے مکالمات زیادہ تر رباعیات عمرخیام پر مبنی ہیں - رباعیات خیام کے جو چند منظوم ترجمے انھوں نے اپنے ڈرامے کے لیے کیے ہیں وہ خیام کے بہترین اردو منظوم ترجمے ہیں۔ انھوں نے ہندی زبان میں ایک ناول "رتی کلیان" بھی لکھا تھا۔

جب نواب ماناودر کا انتقال ہوا تو ان کے صاحبزادے نواب معین الدین خان جی با[illegible] کا بچپن تھا اس لیے ریاست کا کام سنبھالنے کے لیے ایک ریجنسی کاؤنسل مقرر کی گئی تھی۔ انھوں نے کم سن نواب کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ٹیوٹر اینڈ کمپنی مین مقرر کرنا چاہا تو ہندوستان کے بہت سے اہل علم میں سے مولانا عاصم کا تقرر اس اسامی پر ہوا اور وہ ایک مدت تک ماناودر میں رہے۔ ان کی وجہ سے کئی بار کاٹھیاواڑ جانا ہوا ، کبھی والد مرحوم اور مولانا محمد علی شاہ میکش اکبر آبادی کے ساتھ اور کبھی نواب صاحب ماناودر کے مرحوم برادر خورد چھوٹے صاحب کے ساتھ۔قیام ماناودر کے دوران مولانا عاصم اور ماناودر کے لوگوں کے ساتھ کبھی کبھی جوناگڑھ اور مانگرول بھی جانا ہوتا تھا جو کاٹھیاواڑ کی دو اور ریاستیں تھیں - ان تینوں ریاستوں میں دوستانہ اور عزیزانہ تعلقات تھے۔ تینوں خوشحال ریاستیں تھیں اور جوناگڑھ ان ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست تھی [illegible] ہندوستان کی اچھی ریاستوں میں شمار ہوتی تھی - مولانا عاصم کے ساتھ کبھی کبھی جوناگڑھ اور مانگرول بھی جانا ہوتا تھا جہاں ماناودر کی وجہ سے بڑی آؤبھگت ہوتی تھی۔ یہ میرا بچپن کا زمانہ تھا، یادیں دھندلا چکی ہیں، لیکن چونکہ بچپن سے اہل علم و کمال کی صحبت میں حاضری کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شوق تھا اس لیے جوناگڑھ کی علمی و ادبی شخصیت قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی کی خدمت میں حاضری کی یادیں ذہن میں مستحضر ہیں - قاضی صاحب کے بڑے مکان میں ان کے ملاقات کے کمرے اور ان کے ذاتی کتب خانے کے وسیع کمروں کے نقوش اور ان میں قاضی صاحب کی وضعدار، مہربان اور سنجیدہ شخصیت اور اس دور میں ان سے ملاقاتوں کی یادیں کل کی سی باتیں معلوم ہوتی ہیں- قاضی صاحب کا دولت کدہ کاٹھیاواڑ اور گجرات کے اہلِ علم کا مرکز تھا- وہ بڑے اشتیاق سے آنے والوں کو اپنا کتاب خانہ دکھاتے تھے- ہفتے میں ایک شام کو ان کے ہاں اہلِ علم کا اجتماع ہوتا تھا جس میں شعراء اپنا کلام اور ادباء اپنے مضامین پیش کرتے تھے- آخر میں قاضی صاحب بھی اپنا مضمون سناتے تھے- ان مجلسوں میں سے وہ کاٹھیاواڑ میں اپنے واحد ماہانہ اردو رسالے "شہاب" کے لیے بعض مضامین اور منظوم کلام کا انتخاب بھی کر لیتے تھے - ان کے رسالے میں ہندوستان کے مشاہیر اہلِ قلم کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے یہ رسالہ میرے والد کے نام جاری تھا- مجھے بھی ایک صحبت میں قاضی صاحب نے "شہاب" کے کئی نمبر عطا فرمائے اور پھر سالوں یہ رسالہ والد صاحب کی طرح میرے نام بھی جاری رہا- رسالہ موٹے سرورق کے ساتھ سفید کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور قاضی صاحب کی شخصیت کی طرح صاف و شفاف اور وضع تھا -

پھر قاضی صاحب کراچی تشریف لے آئے اور پہلی بار ان سے فریئر روڈ کی ایک گلی میں مولانا عاصم کے فلیٹ پر ملاقات ہوئی جو ایک سال قبل پاکستان آچکے تھے- پھر دو ایک بار والد مرحوم اور مولانا عاصم کے ہمراہ ان کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا - کہاں جوناگڑھ میں ان کا وسیع در و بست مکان اور کہاں کراچی کا یہ معمولی مکان - انھیں دیکھ کر افسوس ہوا ، لیکن وہ بظاہر مطمئن تھے - طبیعت اکثر ناساز رہتی تھی اور اجمیر کے حکیم نظام الدین صاحب کے صاحبزادے حکیم نصیر میاں کے زیرِ علاج تھے ، ان کے اخلاق کے بڑے مداح تھے- ان کے کتب خانے کا کچھ حصہ آ چکا تھا اور کچھ ان کے دوستوں کے ساتھ متوقع تھا جس کے وہ منتظر تھے -یہاں بھی ان کا مطالعہ ظاہر تھا - میں نے دو ایک بار دیکھا کہ ایک صاحب انھیں کوئی کتاب پڑھ کر سنا رہے ہیں- دو ایک بار میں حفیظ ہوشیارپوری صاحب کے بھی مولانا دین محمد وفائی اور قاضی صاحب کے ہاں حاضر ہوا-

پھر علامہ آئی آئی قاضی مرحوم نے انھیں سندھ یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر کر دیا اور وہ حیدرآباد میں آ گئے - سنا تھا کہ ان کے اس تقرر میں ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ کی کوششوں کو بھی دخل تھا- میں یہاں بھی ان کی خدمت میں کبھی والد مرحوم کے ساتھ اور کبھی اکیلا حاضر ہوتا تھا ، بڑی محبت اور مہربانی سے پیش آتے تھے- اس زمانے میں ، میں نے ان کے ہاں ڈاکٹر بلوچ اور ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید پروفیسر اور صدر شعبہ فلسفہ اور حیدرآباد کی ایک علم دوست شخصیت حافظ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مبارک علی شاہ کو دیکھا تھا۔ ایک بار سندھ کے مشہور عالم ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتا بھی ان سے ملنے آئے تھے۔ قاضی صاحب کو سندھ کی تاریخ اور یہاں کے ادبی سرمائے سے بھی دلچسپی تھی اور وہ اس سلسلے میں کچھ تحقیقی کام کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے، لیکن ان کی علالت اور پھر موت نے مہلت نہ دی کہ وہ اپنا یہ ارادہ پورا کر سکتے۔ آج ان کو یاد کرتے ہوئے مجھے ان کے ساتھ مولانا عاصم کی یاد بھی آ رہی ہے جن کی صحبت سے مجھے بڑا فیض حاصل ہوا ہے اور خود والد مرحوم کے ساتھ میری تعلیم و تربیت سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور جن کی وجہ سے مجھے قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی کی خدمت میں نیاز حاصل ہوا تھا۔ قاضی کا کتاب خانہ ان کی وفات کے بعد شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد نے خرید لیا تھا اور اب اس ادارے کے کتاب خانے کا ایک وقیع حصہ ہے(۱) ان کے مضامین جو علمی ادبی تحقیقی تاریخی اور مذہبی موضوعات پر مبنی ہندوستان کے ادبی جرائد کی فائلوں میں بکھرے پڑے ہیں کاش کوئی اہل تحقیق انھیں یکجا کر کے پیش کرے تو تین چار جلدوں پر ضرور مشتمل ہوں گے (۲) - ان کی یادگار اس سے بہتر اور کیا ہو گی - زندگی بھر قاضی صاحب طالب علموں اور ضرورت مند اہل علم کی مدد فرماتے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج کو بلند کرے کہ ایک نیک شریف اور دین دار مسلمان اور عالم دین تھے - این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

الیاس عشقی

۱۷ اگست ۱۹۹۵ء

حواشی از نجم الاسلام

(۱) شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد میں موجود اس ذخیرہ مطبوعات کی فہرست کا عکس اکیڈمی کے ناظم علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی کی اجازت سے گوشہ اختر میں اشاعت کے لیے حاصل کر لیا تھا۔ نہایت قابل لحاظ ذخیرہ ہے۔ افسوس کہ اس طویل فہرست کے لیے جگہ نہ نکالی جا سکی۔ رجسٹر داخلہ میں عربی، فارسی، اردو مطبوعات کا اندراج قاضی احمد میاں اختر کے نام کی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک بڑی تعداد میں انگریزی مطبوعات بھی موجود ہیں جن کا اندراج قاضی احمد میاں کے نام کی صراحت کے ساتھ نہیں ہے، لیکن وہ بھی انھی کے ذخیرے کا حصہ معلوم ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مشتے نمونہ از خروارے چند کتابیں دیکھنے سے ظاہر ہوا - قاضی صاحب کتابوں پر اپنا نام نہیں لکھا کرتے تھے - علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی صاحب نے بتایا کہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے لیے اس ذخیرہ مطبوعات کی خریداری کے وقت پیر حسام الدین راشدی مرحوم نے ہدایت کی تھی کہ کلکتے کی چھپی ہوئی سب کتابیں ان کے لیے الگ کر لی جائیں وہ خود خرید لیں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چونکہ پیر حسام الدین راشدی نے اپنی زندگی میں اپنا کتاب خانہ قائداعظم یونیورسٹی لائبریری اسلام آباد کو فروخت کر دیا تھا، اور بعد از مرگ بقیہ ذخیرہ ان کے ورثا نے انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی جام شورو کو بطور ہدیہ دے دیا تھا، اس لیے امکاناً قاضی احمد میاں اختر کے چھوڑے ہوئے ذخیرے کی مطبوعات کلکتہ پیر حسام الدین راشدی مرحوم کے ان ذخائر میں تلاش کی جا سکتی ہیں۔

(۲) قاضی احمد میاں اختر کے فاضلانہ مضامین کا ایک وقیع مجموعہ "مقالات اختر" اردو لغت بورڈ کراچی کی طرف سے ۱۹۷۲ء میں، اور دوسرا "مضامین اختر جوناگڑھی" انجمن ترقی اردو کراچی کی طرف سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔ فاضل گرامی ڈاکٹر الیاس عشقی نے بقیہ مضامین اختر کی جمع و ترتیب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ یہ سعادت کس علمی ادارے کے حصے میں آتی ہے۔

© rasailojaraid.com